ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.04 (2025)

الفتنہ کا فقہی و معنوی اطلاق تفسیر مظہری کی روشنی میں

The jurisprudential and semantic application of "Al-Futna" in the light of Tafsir al-Mazhari

Hafiz Hammad Ahmad
M.Phil scholar University OF The Punjab
hammadsani99@gmail.com
Rubina kausar
MPhil Scholar, Minhaj University Lahore
robinakausar.mc@gmail.com
Najeebullah
M.Phil scholor Minhaj universty Lahore
memonnajeebullah11@gmail.com

Abstract

Fitna is a small word to say, but it is very deep in terms of effects. In the Holy Quran, the meaning of fitna has been used in many meanings. Recognizing the meanings is also a big test. One of the most important discussions in the Holy Qur'an is the discussion of sedition, the meaning of which is to know about its philosophy and to gain knowledge and to know how to succeed in this sedition is no less than a blessing for a human being. The effects of temptation on man are also for the training of man, because temptation is a Divine Sunnah and is a general thing, that is, it includes all human beings and has a special effect on human happiness, doubt and punishment. Generally, "Al-Fitna" is applied in the sense of test and trial. But it is not necessary that this test is only in evil, rather Allah tests a person in both evil and good, to what extent a person keeps his self under control and walks on the right path. In the Holy Qur'an, the word "fitnah" has been applied in many meanings, the commentators have explained these meanings in their interpretations. So that all people will be aware of the temptation of Khairushar. In this paper, Qadi Thanaullah Panipati in his Tafsir al-Mazhari, what is meant by the word Al-Fitna will be researched.

Keywords: *Fitna, Holy Quran, Philosophy, Khair-o-shar, Evil.*

الفتنہ "کہنے کو تو ایک چھوٹا سا لفظ ہے مگر اثرات کے اعتبار سے بہت گہرا ہے قرآن مجید میں فتنے کا مفہوم کئی معنی میں استعمال ہوا ہے کہیں عذاب کے معنی میں کہیں کفر کہیں آزمائش اور کہیں فساد کے معنی میں گویا لفظ الفتنہ کا استعمال اور اس کے معانی کو پہچاننا بھی بہت بڑا امتحان ہے۔ قرآن مجید کے اہم ترین ابحاث میں سے ایک الفتنہ کا بحث ہے کہ جس کا معنی اور اس کے فلسفہ کے بارے میں جاننا اور علم حاصل کرنا اور اس فتنے میں کامیاب ہونے کے طریقے کو جاننا انسان کے لئے ایک سعادت سے کم نہیں ہے۔ انسان پر فتنے کے اثرات بھی انسان کی تربیت کے لیے ہی ہیں کیونکہ کے فتنہ سنت الٰہی ہے اور عمومی چیز ہے، یعنی تمام انسانوں کو شامل ہے اور انسان کی سعادت و شکاوت اور جزا سزا میں ایک خاص اثر کا متحمل ہے۔ عمومی طور پر "الفتنہ" کا اطلاق امتحان اور آزمائش کے معنی میں ہوتا ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ یہ آزمائش صرف شر میں ہی ہو، بلکہ اللہ تعالی انسان کی آزمائش شر اور خیر دونوں میں کرتا ہے کہ انسان اپنے نفس کو کس حد تک قابو میں رکھ کر راہ راست پر چلتا ہے۔ قرآن پاک میں لفظ "الفتنہ" کا اطلاق کثیر معنی میں ہوا ہے، مفسرین نے اپنی تفاسیر میں ان معانی کو بیان کیا ہے۔ تاکہ سب انسان خیر و شر کے فتنہ سے آگاہ ہو جائیں۔ مقالہ ھذا میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اپنی تفسر مظہری میں لفظ الفتنہ سے کیا معنی مراد لیے ہیں ان کی تحقیق کی جائے گی۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

الفتنہ کے لغوی معنی:

مختلف فتنوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اللہ نے انسان کی مذمت کی۔ مفسرین وفقہا اور عربی زبان ولغت کے ماہرین نے لفظ "الفتنہ" کے لغوی واصطلاحی مفاہیم یہ بیان کیے ہیں۔ صاحب لسان العرب ابنِ منظور نے فتنہ کے معنی کی تلخیص بیان کرتے ہوئے لکھا:

امتحان فتنہ ہے اور آزمائش بھی فتنہ ہے اور مال بھی فتنہ ہے، کفر اور لوگوں کا آراء میں اختلاف بھی فتنہ ہے، اور آگ میں جلانا بھی فتنہ ہے۔(1)

الفتنہ کا اصطلاحی مفہوم:

فتنہ کا معنی اپنے اندر بہت وسعت رکھتا ہے۔ اصطلاحی اعتبار سے علماء ومفسرین لفظ "فتنہ" کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں۔

ابنِ حجرؒ عسقلانی فتح الباری میں رقمطراز ہیں:

والفتن جمع فتنة، قال الراغب اصل الفتن ادخال الذاهب فى النار لتظهر جودتهُ من رداءتهُ،و يستعمل فِى ادخال الانسان النار ويطلق على العذاب ، و على ما يحصل عندالعذاب، وعلى الاختبار (2)

الفتنہ امتحان اور اختبار کو کہتے ہیں، اس کا کثرت سے استعمال ناپسندیدہ آزمائش میں نکلنے میں ہوتا ہے، پھر اس کا استعمال گناہ، کفر اور قتال ولڑائی، جلانے اور زائل اور کسی چیز سے ہٹانے پر ہونے لگا۔

"آزمائش" کے معنی میں الفتنہ کا اطلاق:

خیر اور شر دو مختلف چیزیں ہیں انسان کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ جس کو چاہے کو چاہے اپنالے۔ خیر اور شر دونوں پہلوؤں کے فائدے اور نقصانات سے انسان کو آگاہ کر دیا، درج ذیل آیت میں علم سحر کے متعلق یوں بیان ہوا ہے:

يَقُولاَ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلاَ تَكْفُرْ (3)

وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے تھے یہاں تک کہ کہہ دیتے کہ ہم تو محض آزمائش (کے لئے) ہیں سو تم (اس پر اعتقاد رکھ کر) کافر نہ بنو۔

آیت ہذا میں لفظ الفتنہ سے "آزمائش" کا معنی مراد ہے۔ قرطبی آیت کی تفسیر میں علماء ومحدثین کی مختلف آراء واقوال پیش کئے ہیں جو ذیل میں بیان ہیں:

فقالوا: سبحانك إنما نحن فتنة، أي محنة من الله، نخبرك أن عمل الساحر كفر فإن أطعتنا نجوت، وإن عصيتنا هلكت. وقد روي عن علي وابن مسعود وابن عباس وابن عمر وكعب الأحبار والسدي والكلبي ما معناه: أنه لما كثر الفساد من أولاد آدم عليه السلام- وذلك في زمن إدريس عليه السلام- عيرتهم الملائكة، فقال الله تعالى: أما إنكم لو كنتم مكانهم، وركبت فيكم! ما كان ينبغي لنا ذلك ، قال: فاختاروا ملكين من خياركم، فاختاروا هاروت وماروت، فأنزلهما إلى الأرض فركب فيهما الشهوة،..... أنهما لم يستكملا يومهما حتى عملا بما حرم الله عليهما (4)

(انما نحن فتنة (ہم اللہ کی طرف سے آزمائش ہیں) ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ جادوگر کا عمل کفر ہے اگر تو ہماری اطاعت کرے گا تو نجات پائے گا اور اگر ہماری نافرمانی کرے گا تو ہلاک ہو گا۔ حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر کعب، سعدی اور کلبی سے اس کا معنی مروی ہے۔ جب

---

(1) ابن منظور، ابو الفضل جمال الدین الافریقی، (۱۴۱۴ھ) لسان العرب، بیروت، الناشر: دار الصادر، ج:۸، ص:۳۵۷۔

(2) ابن حجر، ابو الفضل احمد بن علی بن محمد الکنانی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، القاہرہ، ناشر: المطبعۃ المکتبہ السلفیہ، ج:۱۳، ص:۳۔

(3) البقرہ، ۲۔ ۱۰۲۔

(4) قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، (۱۴۲۷ھ) الجامع الاحکام القرآن، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، ج:۲، ص:۵۲۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

اولاد آدم میں فساد زیادہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔یہ حضرت ادریس کے زمانے میں تھا۔۔۔۔۔۔ملائکہ نے انہیں آ ردلائی، اللہ تعالی نے فرمایا: اگر تم ان کی جگہ ہوتے اور تم میں ان عناصر کی ترکیب ہوتی جو ترکیب ان میں ہے تو تم بھی ان جیسے اعمال کرتے فرشتوں نے کہا: تیری ذات پاک ہے میرے لیے یہ مناسب نہیں، اللہ تعالی نے فرمایا: تم اپنے علی فرشتوں میں سے دو فرشتوں کا انتخاب کرو ہاروت وماروت کو چنا اللہ نے انہیں زمین پر اتارا اور ان میں شہوات کا عنصر رکھ دیا۔۔۔۔۔۔۔۔ان دونوں فرشتوں نے اپنا دین مکمل نہ کیا حتی کہ انہوں نے وہ سب کام کر دیے جو اللہ نے حرام کئے تھے)۔

الفتنہ" کا تفسیرِ مظہری میں اطلاق

عمومی طور پر علماء مفسرین نے لفظ "الفتنہ" کے بہت سے مفاہیم بیان کیے ہیں اور لغات میں بھی لفظ "الفتنہ" کا اطلاق مختلف معنی میں ہوا ہے لغوی اعتبار سے جو "الفتنہ" کے معنی استعمال ہوئے ہیں ہم نے ابتدا میں بیان کر دیئے ہیں۔اس فصل میں قاضی ثناءاللہ پانی پتی نے اپنی تفسیر "مظہری" میں لفظ "الفتنہ" سے کیا معنی مراد لیا ہے اسلو آیت کے سیاق وسباق کے اعتبار سے بیان کیا جائے گا۔

"آزمائش" کا معنی:

اللہ تعالی اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس میں مبتلا کرتا ہے تاکہ اس کی کامیابی کی صورت میں رفعت وبلندی عطا کرے اور اس کے گناہوں کو مٹائے۔ بابل شہر میں اللہ نے جب دو فرشتوں کو نازل فرمایا تو انہیں جادو کا علم دے کر بھیجا کیونکہ اس وقت لوگ جادو کی طرف بہت رغبت رکھتے تھے، لوگ ایک دوسرے کو کم کرنے اور تفرقہ ڈالنے کے لیے اس کا استعمال کرتے تھے لہذا ان دو فرشتوں کی آزمائش کے لیے انہیں جادو کے علم کے ساتھ ان لوگوں کے پاس بھیجا گیا جب لوگ جادو سیکھنے آتے تو فرشتے ضرور انہیں خبر دار کرتے درج ذیل کی آیت میں ارشاد باری ہے:

جیسا کہ سورۃ البقرہ کی آیت:

وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولاَ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلاَ تَكْفُرْ (1)

وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے تھے یہاں تک کہ کہہ دیتے کہ ہم تو محض آزمائش (کے لئے) ہیں سو تم (اس پر اعتقاد رکھ کر) کافر نہ بنو۔

اس کا ترجمہ کرنے کے بعد مفسر قاضی ثناءاللہ پانی پتی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

وهذا يدل على ان السحر ايضا من العلوم المنزلة من السماء ابتلاء من الله تعالى فان الله تعالى هو الهادي والمضل يفعل ما يشاء- والمأمور به غير ما أراد وشاء- فالله تعالى امتحن الناس بالملكين فمن شقى تعلم السحر منهما وكفر بالله ومن سعد تركه وبقي على الايمان وكان الملكين يذكران بطلان السحر ويصفانه ويأمران بالاجتناب عنه (2)

اس آیت سے معلوم ہوا ہے کہ منجملہ دیگر علوم آسمانیہ کے سحر بھی آسمانی علم ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے آزمائش کے لیے اترا ہے کیونکہ ہادی و مفصل تو اللہ تعالی ہی ہے۔۔۔پس اللہ تعالی نے بندوں کا اپنے دو فرشتوں کے ذریعہ سے امتحان فرمایا جو شقی ازکا تھا وہ سحر سیکھتا اور اللہ کے ساتھ کفر کرتا اور جو سعید ازلی تھا وہ ترک کر دیتا اور ایمان پر باقی رہتا، اور وہ دونوں فرشتے سحر کے بطلان کو ظاہر کر دیتے اس سے بچنے کا حکم فرماتے۔

آیت ہذا میں لفظ "الفتنہ" کا جو اطلاق ہوا ہے قاضی صاحب نے تفسیر کرتے ہوئے اس سے "امتحان اور آزمائش" کا معنی مراد لیا ہے۔

سیاق وسباق کے مطابق جب فرشتوں نے اولادِ آدم کو برائی میں لت پت دیکھا تو لعن تعن کی اس پر اللہ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے بھی کوئی ہوتا تو تو ایسا ہی

---

(1) البقرہ، ۲۔۱۰۲۔

(2) پانی پتی، محمد ثناءاللہ عثمانی، تفسیر مظہری، لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ج:۱، ص:۱۰۷۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

فساد کرتا اس پر فرشتوں نے برائی سے دور رہنے کا دعوٰی کیا، اس پر دو فرشتوں کو بستی میں بھیجا گیا جو جادو کی تعلیم دیتے تھے شہر کے لوگ جب جادو سیکھنے آتے تو فرشتے واضح فرماتے کہ ہم تو آزمائش کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ یہ آزمائش فرشتوں اور اولادِ آدم دونوں کے لیے تھی۔

وقعات و قرائن سے واضح ہوتا ہے کہ آیتِ ہذا میں جو لفظ "الفتنہ" کا اطلاق ہوا ہے وہ آزمائش و امتحان کے معنٰی میں ہے، لہذا یہاں "آزمائش" معنٰی مراد لیا جائے گا۔

سورہ الزمر کی آیت ۴۹ میں ارشادِ باری ہے:

فَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَى عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (1)

پھر جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت بخش دیتے ہیں تو کہنے لگتا ہے کہ یہ نعمت تو مجھے (میرے) علم و تدبیر (کی بنا) پر ملی ہے، بلکہ یہ آزمائش ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

قاضی صاحب بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بَلْ هِيَ ای النعمة فِتْنَةٌ امتحان من الله أيشكر أم يكفر او استدراج لهم ليكون سببا لتعذيبهم وقيل بل الكلمة التي قالها فتنة له موجب للتعذيب (2)

یہ نعمت اللہ کی طرف سے آزمائش ہے کہ یہ شخص نعمت کا شکر ادا کرتا ہے یا ناشکری کرتا ہے یا اللہ کی طرف سے یہ ایک ڈھیل ہے تاکہ اس کافر کے عذاب کا سبب بن جائے یعنی اس کے یہ الفاظ ایک آزمائش ہے جو اس کے عذاب کی مؤجب ہے۔

قاضی ثناء اللہ نے لفظ فتنہ سے "آزمائش" کا معنی مراد لیا ہے۔ یہاں منافقوں اور کفار کے ردِّ عمل کو نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہ مصیبت اور تکلیف میں اللہ کے سامنے گھٹنوں کے بل گر پڑتے ہیں اور جب انہیں راحت پہنچائی جاتی ہے اور نعمت سے نوازا جاتا ہے تو اس پر وہ اللہ کا احسان مند ہونے کے برعکس کفرانہ الفاظ بولتے ہیں تو ان کے اس ردّ عمل کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ یہ سب ان کے لیے آزمائش ہے، لہذا آیت میں موجود لفظ فتنہ سے "آزمائش" کا معنی مراد لیا جائے گا۔

"فتنہ انگیزی" کا اطلاق:

فتنہ قتل سے بھی سخت قابل نفرت اور قابل غیظ و غضب ہے۔ اس لئے اللہ نے فتنہ کو دور کرنے کے لئے جہاد کا حکم دیا۔ اسلام تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے آیا ہے لہذا اگر کوئی فاسق و فاجر اور مشکل خدا کے راستے پر چلنے سے روکے اور انسانوں کی بھلائی اور نیکی کے درمیان جو بھی آئے اور اسے ہلاک کر دیا جائے۔

سورۃ البقرہ کی ہی آیت:

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلاَ تُقَاتِلُوهُمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ (3)

اور فتنہ انگیزی تو قتل سے بھی زیادہ سخت (جرم) ہے اور ان سے مسجدِ حرام (خانہ کعبہ) کے پاس جنگ نہ کرو جب تک وہ خود تم سے وہاں جنگ نہ کریں، پھر اگر وہ تم سے قتال کریں تو انہیں قتل کر ڈالو، (ایسے) کافروں کی یہی سزا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں قاضی صاحب نے لفظ الفتنہ کا معنی ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:

---

(1) الزمر، ۳۹۔۴۹۔

(2) پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۸، ص:۲۲۱۔

(3) البقرہ، ۲۔۱۹۱۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

وَالْفِتْنَةُ یعنی شرکھم باللہ تعالی وصدھم إیاکم عن المسجد الحرام (1)

فتنہ سے مراد کفار کا خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنا اور مسلمانوں کو مسجدِ حرام سے روکنا۔

یہاں لفظ الفتنہ سے "فتنہ انگیزی" کا معنیٰ مراد ہے جو سیاق وسباق کے عین مطابق ہے۔

"شرک" کا معنیٰ:

الفتنہ کا لفظ شرک کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اسلام پوری دنیا میں انصاف پھیلانے کے لیے آیا ہے اس لیے جب بھی کوئی بھی ظلم کا راستہ اختیار کرے اور انصاف کرنے سے دور ہو جائے تو اس وقت مسلمانوں پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ توحید کا کلمہ بلند کر کے کفار سے لڑے اور لوگوں کو گمراہ کرنے والے اور حق قبول کرنے سے روکنے والوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں۔ اسی طرف ارشاد باری ہے۔

وَقَتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّهِ (2)

اور ان سے جنگ کرتے رہو حتّٰی کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین (یعنی زندگی اور بندگی کا نظام عملًا) اللہ ہی کے تابع ہو جائے۔

کی تفسیر میں ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں کہ:

وَقاتِلُوهُمْ یعنی المشرکین حَتَّى لا تَكُونَ فِتْنَةٌ ای شرك وفساد وَيَكُونَ الدِّينُ الطاعة والعبادة لِلَّهِ وحده ولا یعبد(3)

فتنہ سے مراد شرک اور فساد ہے ویکون الدین یعنی اطاعت اور عبادت اللہ وحدہٗ لاشریک کی رہ جائے، غیر کو معبود نہ بنایا جائے۔

سابقہ آیت کی طرح آیت ہذا میں لفظ فتنہ کا جو اطلاق ہوا ہے قاضی صاحب کے نزدیک اس سے "شرک" کا معنیٰ مراد ہے۔

کیونکہ آیت ہذا میں حکم باری تعالیٰ ہے کہ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَتَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّهِ یعنی جب تک کفار اپنے کفر اور اسلام کے خلاف فساد کرنے سے بعض نہیں آتے ان سے لڑا جائے جب وہ اللہ کی توحید کا اقرار کر کے شرک کو چھوڑ دیں تو ان کے لیے امان ہے۔ آیت کے سیاق کے عین مطابق یہاں ہم فتنہ کا لغوی معنیٰ "شرک، فساد" ہی مراد لیں گے۔

جہاد اسلام کا ایک اہم رکن ہے یہ اس وقت ہر مسلمان پر فرض ہے جب کفار مسلمانوں کے خلاف کھلی جنگ پر اتر آئیں یا ناحق ظلم و ستم کریں اور کفر کو پھیلانے کی کوشش کریں تو اس وقت کفر کا قلع قمع کرنے کے لیے اور توحید کی سربلندی کے لئے جہاد ضروری ہو جاتا ہے، تاکہ معاشرہ شرک سے پاک ہو جائے اور دین سارا اللہ کا ہو۔ لہذا شرک کے خاتمہ کے لئے ارشاد باری تعالی ہے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّهِ فَإِنِ انتَهَوْاْ فَإِنَّ اللّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (4)

اور (اے اہلِ حق!) تم ان (کفر و طاغوت کے سرغنوں) کے ساتھ (انقلابی) جنگ کرتے رہو، یہاں تک کہ (دین دشمنی کا) کوئی فتنہ (باقی) نہ رہ جائے اور سب دین (یعنی نظامِ بندگی و زندگی) اللہ ہی کا ہو جائے، پھر اگر وہ باز آجائیں تو بیشک اللہ اس (عمل) کو جو وہ انجام دے رہے ہیں، خوب دیکھ رہا ہے۔

---

(1) پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۱، ص:۲۱۲۔

(2) البقرہ، ۲۔۱۹۳۔

(3) پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۱، ص:۲۱۳۔

(4) الانفال، ۸۔۳۹۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

قاضی صاحب آیت کی تفسیر میں لفظ "الفتنہ" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ای فساد في الأرض يعنى حتى يسلموا او يعطوا الجزية عن يدوهم صاغرون (1)

فتنہ سے مراد ہے زمیں پر فساد ہونا (اور زمین پر سب سے بڑا فساد ہے شرک کا اقتداء، لہذا) فتنہ نہ رہنے کا مطلب ہے کہ یہ مسلمان ہو جائیں یا ذلیل ہو کر جزیہ ادا کریں (بہر حال اقتدار مشرکوں کے ہاتھوں نہ رہے)۔

بیان کردہ آیت میں جو لفظ فتنہ کا استعمال ہوا ہے اس سے قاضی صاحب نے "شرک کا خاتمہ" مراد لیا ہے۔ شرک کے خاتمہ سے ان کی مراد کہ اسلام ہر جگہ غالب آجائے اور کفار و مشرکین اسلام کے زیرِ تسلط رہیں۔

تکلیف اور اذیت:

اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا، جنہوں نے لوگوں کی عزتیں لوٹیں اور مال لوٹا اور ناحق قتل کیا ان کا کوئی دین نہیں ہوتا۔ اسلام انسان کی معاشرتی اور روحانی اور اخلاقی تربیت کرتا ہے۔ اسلام میں کسی کو قتل کرنا سب سے بڑا فتنہ قرار دیا گیا ہے، لیکن جو کوئی فتنہ و فساد میں پڑے اور فحاشی و گناہ گناہ کو پھیلائے اور انسانیت کو اذیت دے شر پسندوں کا خاتمہ کئ انسانیت کی نجات کا ضامن ہوتا ہے۔

سورہ بقرہ کی ہی آیت:

وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (2)

اور یہ فتنہ انگیزی قتل و خون سے بھی بڑھ کر ہے۔

اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَالْفِتْنَةُ يعنى الشرك أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ای قتل الحضرمي فكيف يعيرونهم كفار مكة على ما ارتكبوه خطا مع ارتكابهم ما هو أشد من ذلك عمدا (3)

وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ یعنی حضرمی کو قتل کر دینے سے پھر یہ کفار مکہ ان مسلمانوں پر کیوں طعن و تشنیع کرتے ہیں باوجود یہ کہ ان سے وہ فعل غلطی سے ہو گیا انہوں نے تو اس سے بدر جہاں بڑھ کر جان بوجھ کر کیا ہے۔

یہ آیت مسلمانوں کے حق میں تسلی کے لیے اتری کیوں کہ کفار مسلمانوں سے ماہِ حرام میں حضرمی کا جو قتل ہوا اس سے کفار لعن تعن کر کے تکلیف پہنچاتے تھے جبکہ یہ قتل مسلمانوں سے ماہِ حرام سے لاعلمی سے ہوا۔

اس آیت مبارکہ میں لفظ فتنہ کا جو اطلاق ہوا ہم اس سے مراد "تکلیف اور اذیت" کے معنی میں لیتے ہیں، کیونکہ دوسروں کو تکلیف پہنچانا قتل سے بڑا فساد ہے جس کی طرف اللہ نے اشارہ فرمایا ہے۔

الفتنہ "شک" کے معنی میں:

الفتنہ کا اطلاق شک کے معنی میں بھی ہوا ہے۔ اللہ نے جب اسلام کو طاقت بخشی تو اسلام کا رعب ہر مشرک و کافر پر طاری ہو گیا۔ اس سے کچھ مشرکین نے اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا۔ جب کوئی حکم الہی آتا تو وہ اپنے فائدہ کے لیے کچھ کو تو پورا کر دیتے لیکن اکثر وہ اس میں ایسے رخنے ڈالتے جس سے وہ مسلمانوں کے دلوں میں

---

(1) پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۴، ص:۶۵۔

(2) البقرہ، ۲۔۲۱۷۔

(3) پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۱، ص:۲۶۳۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

شکوک وشبہات کو پیدا کر سکیں۔ منافقین کی اس حرکت کی طرف ارشاد باری تعالی ہے:

زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ (1)

سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے اس میں سے صرف متشابہات کی پیروی کرتے ہیں (فقط) فتنہ پروری کی خواہش کے زیرِ اثر اور اصل مراد کی بجائے من پسند معنی مراد لینے کی غرض سے۔

سورہ ال عمران کی اس آیت کی تفسیر میں قاضی صاحب فرماتے ہیں:

ای یفعلون ذلك لطلب ان یفتنوا الناس عن دینهم بالتشكیك. والتلبیس ومناقضة المحكم بالمتشابه (2)

یعنی وہ متشابہات کے پیچھے اس غرض سے پڑتے ہیں کہ مسلمانوں میں دین کی طرف سے فتنہ بپا کر دیں، شک ڈال دیں، اشتباہ پیدا کر دیں اور محکم کا متشابہ سے مقابلہ کر کے محکم کو توڑ دیں۔

اس آیت مبارکہ میں جو لفظ الفتنہ استعمال ہوا ہے اس سے مراد "شک" ہے کیونکہ جب حرافِ مقنعات نازل ہوئے تو اس سے کفار شک وشبہات کو ہوا دے کر فساد کرنے لگے تا کہ لوگ دین سے دور ہو جائیں۔ سیاق وسباق کے مطابق یہاں فتنہ سے مراد "شک" مراد لیا جائے گا۔

"منافقت" کے معنی میں استعمال:

منافقین ایسے لوگوں کو کہتے ہیں جس کا ظاہر و باطن مختلف ہو، اسلام کے دائرہ میں کچھ ایسے لوگ داخل ہوئے جن کے دل تو کفر سے بھرے ہوئے تھے لیکن دنیاوی منفعت کے لیے انہوں نے اسلام کو قبول کیا۔ جیسے ہی ان منافقین کا مطلب پورا ہو جاتا تو وہ فورا کفر کی طرف لوٹ جاتے اور ان کی کوشش یہ ہوتی مسلمانوں کو بھی اپنے ساتھ کفر کی طرف لے جائیں۔ ذیل کی آیت میں ارشاد باری ہے:

كُلَّمَا رُدُّوٓاْ إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُواْ فِيهَا (3)

(مگر ان کی حالت یہ ہے کہ) جب بھی (مسلمانوں کے خلاف) فتنہ انگیزی کی طرف پھیرے جاتے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ:

قال الكلبي عن ابی صالح عن ابن عباس هم اسد وغطفان كانوا حاضری المدینة تكلموا بالإسلام ریاء وهم غیر مسلمین وكان الرجل یقول له قومه بماذا أسلمت فیقول امنت بهذا القرد وبهذا العقرب والخنفساء وإذا لقوا اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم قالوا انا علی دینكم یریدون بذلك الامن من الفریقین (4)

کلبی نے ابو صالح کے حوالہ سے حضرت ابنِ عباس کا قول نقل کیا ہے کہ یہ لوگ بنی اسد اور بنی غطفان کے اشخاص تھے مدینہ میں آ کر رہنے لگے تھے دکھاوٹ کے لیے اسلام کا کلمہ پڑھتے تھے مگر واقعی میں مسلمان نہ تھے جب ان میں سے کسی سے اس کی قوم والے کہتے تھے کہ تو کیوں مسلمان ہو گیا تو جواب دیتا میں اس بندر اور بچھو پر ایمان لایا ہوں لیکن جب صحابہ سے ان کی ملاقات ہوتی تو کہتا میں آپ لوگوں کے دین پر ہوں اس دوغلے پن سے اس کا مقصد یہ ہوتا کہ دونوں طرف سے بے خطر ہو جائے "جب بھی ان کو کفر اور مسلمانوں سے لڑنے کی دعوت دی جاتی ہے

---

(1) العمران، ۳۔۷۔

(2) پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۲، ص:۱۰۔

(3) النساء، ۴۔۹۱۔

(4) پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۲، ص:۱۷۰۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

تو وہ بدترین صورت سے الٹ پڑتے۔

یہاں فتنہ سے مراد "منافقت" ہے یعنی اپنی جان کی حفاظت کے لیے ایمان لے آئے اور جب آزمائے جاتے تو کفر کی طرف لوٹ جاتے۔

"مصیبت اور عذاب" کا معنی:

یہ دنیا ایک ممتحن کی مانند ہے جس نے انسان کے ہر اچھے برے اعمال کی جزا و سزا ملے گی لیکن شر پسند لوگ اپنی سرکشی میں اللہ کی ذات کو بھول جاتے ہیں۔ اور ظلم و تشدد کو ایسے جاری رکھتے ہیں کہ ان کی پوچھ گچھ نہ ہوگی ذیل کی آیت میں فرمان الٰہی ہے:

وَحَسِبُواْ أَلاَّ تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُواْ وَصَمُّواْ ثُمَّ تَابَ اللهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُواْ وَصَمُّواْ كَثِيرٌ مِّنْهُمْ وَاللهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ (1)

"اور وہ (ساتھ) یہ خیال کرتے رہے کہ (انبیاء کے قتل و تکذیب سے) کوئی عذاب نہیں آئے گا، سو وہ اندھے اور بہرے ہو گئے تھے۔ پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی، پھر ان میں سے اکثر لوگ (دوبارہ) اندھے اور بہرے (یعنی حق دیکھنے اور سننے سے قاصر) ہو گئے، اور اللہ ان کاموں کو خوب دیکھ رہا ہے جو وہ کر رہے ہیں"

آیت کی تفسیر قاضی صاحب نے یہ کی ہے:

ای لا تصیبهم عذاب وبلاء بقتل الأنبیاء وتکذیبهم فَعَمُوا عن الدین والدلائل وَصَمُّوا عن استماع الحق لاجل حسبانهم الباطل بعد موسی علیه السلام (2)

اور ان کا گمان یہ تھا کہ (انبیاء کی تکذیب اور قتل سے) کائی وبال نہیں آئے گا یعنی ان پر کوئی مصیبت اور عذاب نہیں آئے گا۔ پس (موسیٰ علیہ السلام کے بعد) یہ اندھے اور بہرے ہوئے تھے یعنی دین اور دلائل کو دیکھنے اور حو بات سننے سے بہرے ہو گئے کیونکہ ان کا گمان ہی باطل تھا

آیت ہذا میں مفسر نے الفتنہ سے مراد "مصیبت اور عذاب" معنی مراد لیا ہے۔ یہ آیت ان مشرکین و کفار کے لیے ہے جنہوں نے پیغمبروں کو قتل کیا اور اذیت پہنچائی اس کے باوجود وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایسے بچے رہیں گے اور آخرت میں ان کے لیے کوئی سزا نہیں ہو گی اس آیت میں ان کو باخبر کیا گیا ہے کہ ان کے لیے آخرت کا دردناک "عذاب" تیار ہے، لہذا یہاں ہم نے لفظ فتنہ کا معنی آیت کے سیاق و سباق کو ملاحظہ کرتے ہوئے "عذاب" مراد لیا ہے۔

سورہ الانفال کی آیت:

وَاتَّقُواْ فِتْنَةً لاَّ تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُواْ مِنكُمْ خَآصَّةً وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (3)

"اور اس فتنہ سے ڈرو جو خاص طور پر صرف ان لوگوں ہی کو نہیں پہنچے گا جو تم میں سے ظالم ہیں (بلکہ اس ظلم کا ساتھ دینے والے اور اس پر خاموش رہنے والے بھی انہی میں شریک کر لئے جائیں گے)، اور جان لو کہ اللہ عذاب میں سختی فرمانے والا ہے"

قاضی صاحب نے اس آیت کی تفسیر میں مختلف علماء و مفسرین کے اقوال نقل کیے ہیں اور روایات بھی مرتب کی ہیں بعض کے نزدیک:

الفتنة ما هی فقال قوم هی ترك الأمر بالمعروف والنهی عن المنكر، وقال قوم هی البغي والفساد في الأرض فانه ینال وباله في الدنیا رجال معصومون یعنی یقتل الناس وینهب عن قتادة في الایة قال علم

---

(1) المائدہ، ۵۔ ۷۱۔

(2) پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج: ۳، ص: ۱۴۷۔

(3) الانفال، ۸۔ ۲۵۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

والله ذوو الألباب من اصحاب محمد صلى الله عليه وسلّم حين نزلت هذه الآية انه ستكون فتن ومن هاهنا قال ابن زيد أراد بالفتنة افتراق الكلمة ومخالفة بعضهم بعضا،قلت وعندى ان المراد بالفتنة المذكورة ترك الجهاد خصوصا عند النفير العام إذا دعاهم الامام اليه والتولي يوم الزحف بقرينة سياق القصة (1)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر "کا ترک مراد ہے، بعض علماء کا قول ہے کہ فتنہ سے مراد ہی بغاوت اور ملک کی تخریف و تباہی اس کا وبال بے قصور لوگوں تک پہنچتا ہے، قتادہ نے اس آیت میں فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو دانشمند صحابی سمجھ گئے کہ عنقریب فتنے ہوں گئے اسی بنا پر ابنِ زید نے کہا کہ فتنے سے مراد اس جگہ پر " افتراق کلمہ " اور آپس کی پھوٹ ہے، قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:" میں کہتا ہوں کہ فتنہ کی رفتار بتا رہی ہے کہ آیت میں فتنہ سے مراد ہے جہاد نہ کرنا، خصوصاً اس زمانہ میں جب امام کی طرف سے مجاہدین میں بھرتی ہونے کا عام اعلان کر دیا گیا ہو اور جنگ کے وقت جہاد سے منہ موڑنا بھی مراد ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے مطابق سابقہ آیت کی طرح آیت ہذا میں جو لفظ الفتنہ کا اطلاق ہوا ہے اس سے مراد " عذاب " معنی مراد ہے۔ ہمارے نزدیک آیت ہذا میں جو بیان ہے کہ فتنہ صالحین اور بد دونوں کو پہنچے گا اس سے مراد " نہی عن المنکر " ہے۔ جب صالحین کے سامنے معصیت ہو رہی ہو اور وہ قدرت رکھنے کے باوجود اس سے منع نہ کرے اور مظلوم کو ظالم سے نہ بچائے ایسی صورت میں سب کے لیے عذاب نازل ہوتا ہے۔ قاضی صاحب نے فتنہ کا معنی "عذاب" مراد لیا ہے یہ معنی بھی آیت کے سیاق و سباق کے عین قریب تر مفہوم دیتا ہے۔

"امتحان" کا معنی مراد:

انسان کے مال و اولاد کو امتحان کہاں گیا ہے. مال و اولاد کے ذریعے انسان کو جانچا جائے کہ وہ اس میں مگن ہو کر اللہ کو ناراض تو نہیں کرتا. بعض اوقات دنیا میں یہ مال و اولاد انسان کو ایسی مصیبتوں میں ڈال دیتا ہے کہ انسان اسے خود کے لئے عذاب محسوس کرتا ہے. جو مال اللہ کے احکام کے خلاف کمایا گیا ہوں وہ مال ہی آخرت میں سانپ بچھو اور آگ میں جلانے کا سبب بنے گا اسی لئے قرآن پاک میں مال و اولاد کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَاعْلَمُواْ أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلاَدُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ (2)

اور جان لو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تو بس فتنہ ہی ہیں اور یہ کہ اللہ ہی کے پاس اجرِ عظیم ہے۔

اس میں جو لفظ الفتنہ کا اطلاق ہوا ہے اس کی تفسیر میں قاضی صاحب فتنہ کا معنی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

الأموال والأولاد بالفتنة لانها سبب الوقوع في الإثم والعقاب او لانها امتحان من الله تعالى (3)

مال و اولاد گناہ اور عذاب میں مبتلا ہونے کا ذریعہ ہیں اور اللہ کی طرف سے یہ ایک امتحان ہے اس لیے ان کو فتنہ فرمایا۔

لہذا یہاں قاضی صاحب نے لفظ فتنہ سے "امتحان" کا معنی مراد لیا ہے۔ مال و اولاد کی محبت میں گرفتار ہو کر انسان برائی کی طرف جاتا ہے ہر جائز و ناجائز ذرائع سے اکٹھا کر کے اپنی اولاد کو راحت پہنچانے کی کوشش میں انسان اپنے رب کو بھلا دیتا ہے، لہذا یہی فتنہ ہے جس کو اس آیت میں اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ اس سے لوگوں کی آزمائش و امتحان ہو گا کہ وہ اولاد اور مال کی محبت کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں یا اپنے رب کی رضا کو۔

اس آیت مبارکہ میں جو لفظ فتنہ کا استعمال ہوا وہ ابتدائی لغوی معنی میں سے ہے لہذا آیت ہذا میں لفظ الفتنہ سے "امتحان" معنی مراد لیا جائے گا

---

(1) پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۴، ص:۴۷۔۴۹۔

(2) الانفال، ۸۔۲۸۔

(3) پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۴، ص:۵۴۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

سورہ التغابن میں بھی مال و اولاد کے فتن ہونے پر ارشادِ باری تعالی ہے:

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ (1)

تمہارے مال اور تمہاری اولاد محض آزمائش ہی ہیں، اور اللہ کی بارگاہ میں بہت بڑا اجر ہے۔

آیت کی تفسیر قاضی ثناء اللہ نے یہ لکھی ہے:

يعنى ابتلاء من الله تعالى واختبار لكم فمن ادى حقوق الله تعالى وحقوق الناس مع كثرة العلائق والعوائق بعثه الله تعالى على منازل الأبرار وكان أفضل ممن أذى بلا عوايق (2)

یعنی تمہارا مال اور اولاد اللہ کی جانب سے تمہارا امتحان اور جانچ ہے، جو شخص باوجود موانع اور علائق کے اور بندوں کے حقوق ادا کرے گا۔ اللہ اس کو ابرار کا درجہ عطا فرمائے گا اور اس متقی سے اس کا مرتبہ بہت زیادہ ہو گا۔ ادائے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرتا ہے لیکن اس کے لیے ادائے حقوق سے روکنے والا نہ کوئی رشتہ اور تعلق ہو نہ کوئی اور مانع ہو۔

قاضی صاحب نے آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لفظ الفتنہ سے "امتحان اور جانچ" کا معنی مراد لیا ہے۔

اولاد اور مال کی محبت انسان کو بہت سے فتنوں میں ڈال دیتی ہے اس کے لیے وہ مقررہ حدود کو توڑ دیتا ہے یہی انسان کا امتحان ہے کہ وہ اولاد اور مال کے ہوتے ہوئے کس حد تک اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے یا مال و اولاد کے نقصان پر کس حد تک صبر بجالاتا ہے۔ یہی انسان کے لیے آزمائش، امتحان ہے۔ چنانچہ قاضی صاحب نے آیت کے حوالہ سے جو فتنہ کا معنی بیان کیا وہ سیاق و سبق کے عین مطابق ہے۔

الفتنہ سے مراد "کفر":

الفتنہ کا اطلاق کفر کے معنی میں بھی ہوا ہے جب تک عالم اسلام متحد نہ ہوں گے تو کوئی بھی عالم کفر میں سے ان میں پھوٹ ڈال سکتا ہے لہذا عالم اسلام کو آپس میں اتحاد کو فروغ دینا چاہیے اور کفار سے دوستی سے اجتناب کرنا چاہیے. کیوں کہ وہ اسلام دشمنی کی بدولت ہر وقت مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے ہوتے ہیں اس لئے اللہ نے ان سے دوستی اور تعلقات رکھنے سے منع فرمایا ارشاد باری تعالی ہے:

وَالَّذِينَ كَفَرُواْ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلاَّ تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ (3)

اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے مددگار ہیں، (اے مسلمانو!) اگر تم (ایک دوسرے کے ساتھ) ایسا (تعاون اور مدد و نصرت) نہیں کرو گے تو زمین میں (غلبۂ کفر و باطل کا) فتنہ اور بڑا فساد بپا ہو جائے گا۔

آیت کی تفسیر میں قاضی صاحب رقمطراز ہیں:

يعنى ان لا تفعلوا ما أمرتم به من التواصل بينكم والتناصر وقطع العلائق بينكم وبين الكفار حتى قطع التوارث تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ يحصل فتنة عظيمة وهى ظهور الكفر وَفَسادٌ كَبِيرٌ ۔ يعنى ضعف الإسلام بترك الجهاد واختلاط المسلمين الكفار (4)

یعنی تم کو جو باہمی امداد و حمایت کرنے اور کافروں سے تعلقات منقطع کرنے، یہاں تک کہ میراثی سلسلہ توڑ دینے کا حکم دیا گیا ہے اگر اس کی تعمیل

---

(1) التغابن، ۶۴۔۱۵۔

(2) پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۹، ص:۳۱۵۔

(3) الانفال، ۸۔۷۳۔

(4) پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۴، ص:۱۲۳۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

نہ کروگے (اور باہم امداد نہ کروگے، یا کافروں کی حمایت کروگے) تو ملک میں ایک فتنہ، یعنی جہاد ترک کرنے اور کافر و مؤمن کے اختلاط رکھنے کی وجہ سے اسلام کمزور ہو جائے گا۔

سابقہ آیات کی طرح آیت ہذا میں بھی لفظ الفتنہ کی جو تفسیر کی گئی ہے اس کے مطابق الفتنہ سے مراد "کفر" ہے یہاں کفر سے مراد یہ ہے کہ ان سے تعلقات نہ بڑھائے جائیں، کیونکہ وہ مسلمانوں کو اذیت پہنچائیں گے اور دین میں خرابی پیدا کریں گے

"بغاوت و سرکشی":

سورہ التوبہ میں ارشادِ باری تعالی ہے:

لَوخَرَجُواْ فِيكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا وَلَأَاوضَعُواْ خِلَٰلَكُمْ يَبغُونَكُمُ ٱلفِتنَةَ وَفِيكُم سَمَّٰعُونَ لَهُم وَٱللَّهُ عَلِيمُ بالظَّٰلِمِينَ (1)

اگر وہ تم میں (شامل ہو کر) نکل کھڑے ہوتے تو تمہارے لیے محض شر و فساد ہی بڑھاتے اور تمہارے درمیان (بگاڑ پیدا کرنے کے لیے) دوڑ دھوپ کرتے وہ تمہارے اندر فتنہ بپا کرنا چاہتے ہیں اور تم میں (اب بھی) ان کے (بعض) جاسوس موجود ہیں، اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے۔

اس کی تفسیر میں قاضی صاحب لکھتے ہیں:

يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ ای یریدون ان یفتنوکم بایقاع الخلاف فیما بینکم او الرعب من العدو في قلوبکم والجملة حال من فاعل اوضعوا (2)

یعنی تمہارے درمیان اختلاف پیدا کرتے اور تمہارے دلوں میں دشمنوں کا رعب ڈال کر فتنہ پیدا کرنے کے طلبگار ہوتے، یہ جملہ اوضَعُو کی ضمیر سے حال ہے۔

اس آیت مبارکہ میں لفظ الفتنہ کا جو اطلاق ہوا ہے اس سے مراد "بغاوت و سرکشی" کے ہیں۔ کیونکہ منافقوں کا یہ طرزِ عمل تھا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ ہوں یا علیحدہ وہ نقصان پہنچانے کے لیے ہر وقت سرکشی کے لیے تیار رہتے ہیں۔

الفتنہ سے مراد "خرابی":

مشرکین و کفار نے اسلام کی راہ میں ہر طرح کی رکاوٹیں حائل کرنے کی کوشش کی ان میں سب سے بڑھ کر دوست نما دشمن منافقین ہیں جنہوں نے اسلام کی آڑ میں چھپ کر سب سے زیادہ نقصان پہنچایا. مسلمانوں کو چھوڑ کر رہی اس غرض سے چلے جاتے کہ وہ ذلیل و خوار ہو لیکن جن کے ساتھ اللہ کی تائید ہو وہ کبھی تنہا نہیں رہتے منافقین کے طرز عمل کو واضح کرتے ہوئے اللہ نے ہر قدم پر مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کی اور ان کو ثابت قدم رکھا. ارشاد باری تعالی ہے:

توبہ کی ہی آیت ۴۸ میں لفظ الفتنہ کا اطلاق ہوا ہے جیسے ارشادِ باری تعالی ہے:

لَقَدِ ابْتَغَوُاْ الْفِتْنَةَ مِن قَبْلُ وَقَلَّبُواْ لَكَ الْأُمُورَ حَتَّى جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ كَارِهُونَ (3)

درحقیقت وہ پہلے بھی فتنہ پردازی میں کوشاں رہے ہیں اور آپ کے کام الٹ پلٹ کرنے کی تدبیریں کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ حق آپہنچا اور

(1) التوبہ، ۹۔۴۷۔

(2) پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۴، ص:۲۲۴۔

(3) التوبہ، ۹۔۴۸۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

اللہ کا حکم غالب ہو گیا اور وہ (اسے) ناپسند ہی کرتے رہے۔

اس آیت کی تفسیر میں قاضی صاحب بیان کرتے ہیں:

مِنْ قَبْلُ هذا اليوم يوم أحد حين انصرفوا عنك ابن ابى بأصحابه وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ اى دبروا لك المكايد والحيل ودور والآراء فى ابطال أمرك (1)

یعنی اس سے پہلے جنگ احد میں بھی ابنِ ابی اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس لوٹ گیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ آپ کا کام الٹ جائے آپ کے ساتھی منتشر ہو جائیں اور اہلِ ایمان کو بے مدد چھوڑ دیا جائے۔ آپ کے کام کو بگاڑنے کی انہوں نے تدبیریں کی تھیں اور دسیسہ کاریوں سے کام لیا تھا۔

تفسیر ہذا کے مطابق یہاں لفظ الفتنہ سے مراد "خرابی" کے ہیں۔

"مصیبت" کے معنی میں:

وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلاَ تَفْتِنِّي أَلاَ فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُواْ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ (2)

اور ان میں سے وہ شخص (بھی) ہے جو کہتا ہے کہ آپ مجھے اجازت دے دیجئے (کہ میں جہاد پر جانے کی بجائے گھر ٹھہرا رہوں) اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالئے، سن لو! کہ وہ فتنہ میں (تو خود ہی) گر پڑے ہیں، اور بیشک جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

اس آیت کی تفسیر قاضی صاحب نے ان الفاظ میں کی:

أَلا فِي الْفِتْنَةِ اى الشرك والعصيان سَقَطُوا وقعوا يعنى الفتنة هى التي سقطوا فيها وهى فتنة التخلف وظهور النفاق وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكافِرِينَ (3)

یعنی مصیبت اور خرابی تو وہ ہے جس میں یہ خود پڑے ہوئے ہیں مراد یہ ہے کہ جہاد کو نہ جانا اور نفاق کا ظاہر ہو جانا ہی ان کی خرابی ہے کیونکہ جہنم میں داخل ہونے کے اسباب ان کو گھیرے ہوئے ہیں۔

یہاں لفظ الفتنہ سے "مصیبت" کا معنی مراد لیا جائے گا، اوپر بیان کردہ دونوں آیات میں منافقین کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ وہ مسلمانوں میں فساد برپا کرنے کے لیے سازشیں کرتے رہتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو کمزور کر سکیں اور اپنی ان سازشوں کی وجہ سے وہ مصیبت میں پڑھ گئے ہیں۔ آیت ہذا میں جو لفظ الفتنہ استعمال ہوا ہے اس سے "خرابی، مصیبت" کا معنی مراد لیا جائے گا۔ یہ معنی آیت کے سیاق و سباق کے عین مطابق ہے۔

"نشانہ، عذاب اور نزولِ عذاب کا مقام" معنی مراد:

ذیل کی آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی دعا ہے جنہوں نے ظالموں سے اللہ کی پناہ مانگیں کے وہ ان کو اسلام لانے کی بنا پر اذیت دیتے تھے کہ اگر وہ سچے ہیں تو اس طرح ذلیل ہو کر کیوں پھر رہے ہیں. اس پر انہوں نے یہ دعا کی:

فَقَالُواْ عَلَى اللهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لاَ تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (4)

تو انہوں نے عرض کیا: ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا ہے، اے ہمارے رب! تو ہمیں ظالم لوگوں کے لئے نشانہء ستم نہ بنا۔

اس آیت کی تفسیر قاضی ثناء اللہ نے ان الفاظ میں کی ہے:

---

(1) پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۴، ص:۲۲۵۔

(2) التوبہ، ۹۔۴۹۔

(3) پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۴، ص:۲۲۶۔

(4) یونس، ۱۰۔۸۵۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

ای لا تسلطهم علینا فیفتنوننا ویعذبوننا- او المعنی لا تجعلنا سببا لزیادة طغیانهم وکفرهم بان تعذبنا بعذاب من عندك او بایدی قوم فرعون فیقول قوم فرعون لو کان هؤلاء علی الحق ما عذبوا وظنوا انهم خیر منا (1)

فتنہ سے مراد ہے نشانہ، عذاب، نزولِ عذاب کا مقام۔یعنی اے ہمارے رب ان ظالموں کو ہم پر قابو نہ دینا کہ ہم کو یہ اپنے عذاب کا نشانہ نہ بنا سکیں یا یہ مطلب ہے کہ ان کافروں کے کفر اور سرکشی میں اضافہ کا سبب ہم کو نہ بنانا کہ براہِ راست تیرے امتحان میں مبتلا ہو جائیں یا فرعون کے ہاتھوں ہم پر عذاب نازل ہو جائے اور پھر فرعون والے کہیں گے کہ یہ لوگ حق پر ہوتے تو عذاب میں مبتلا نہ ہوتے اور اسی کہنے سے ان کا کفر اور ترقی پر ہو جائے۔

اس آیت مبارکہ میں قاضی صاحب نے لفظ فتنہ سے "نشانہ، عذاب اور نزولِ عذاب کا مقام" معنی مراد لیا ہے۔لہذا آیت کے سیاق وسباق کے اعتبار سے یہاں عذاب کا معنی ہی مراد لیا جائے گا۔

"جانچ اور عذاب" کا معنی:

اللہ تعالی نے انسان کو جانچنے کے لئے خیر وشر کے دو پیمانے رکھے ہیں اور اختیار دیا کہ وہ جس کو چاہے اپنالے. اگر انسان خیر کو اپناتا ہے تو اس پر اسے جزا دی جائے گی اور اگر نفس کی پیروی کرتے ہوئے شر کو اپناتا ہے تو اس پر اسے عذاب دیا جائے گا۔ذیل کی آیت میں خیر وشر کے بارے ارشاد باری تعالی ہے:

سورۃ الانبیاء میں ارشادِ باری ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ (2)

ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی میں آزمائش کے لئے مبتلا کرتے ہیں، اور تم ہماری ہی طرف پلٹائے جاؤ گے۔

قاضی صاحب آیت ہذا کے ضمن میں تفسیر لکھتے ہیں کہ:

المقصود من هذه النشأة انما هو الابتلاء والتعریض للثواب او العقاب (3)

اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ پیدا کرنے کی اصل غرض جانچ کرنا اور عذاب دینا ہے

یہاں قاضی صاحب نے فتنہ سے "جانچ اور عذاب" کا معنی مراد لیا ہے۔کیونکہ اللہ انسان کو دکھ سکھ کے ذریعے آزماتا ہے کہ کس قدر انسان صبر کرتا ہے۔ لہذا آیت میں لفظ فتنہ کا معنی "عذاب اور جانچ مراد لیا جائے گا۔

"آفت ومصیبت" کا معنی:

یہ واضح حقیقت ہے کہ اسلام نے ہر موڑ پر انسان کی رہنمائی کی، انسان کو آداب زندگی سکھائے لیکن جو اسلام کے اصول وضوابط پر عمل نہیں کرتے وہ راہ بھٹک جاتے ہیں۔ آغاز اسلام پر یہی حال عربی بدووں کا تھا جو آداب زندگی سے نا آشنا تھے۔جب رسول ﷺ کی بارگاہ میں آتے تو آپ ﷺ کے حجروں کے باہر سے آوازیں دیتے۔اللہ کی ذات اقدس نے اس بات کو گوارا نہ کیا اور امت محمدیہ ﷺ کو خبردار کیا کہ اے اللہ کے حبیب کو ایسے نہ پکارا جائے ورنہ ان کے اعمال اکارت کر لئے جائیں گے اور ان کو اس بات کی خبر تک نہ ہو گی۔جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

---

(1)پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۵، ص:۵۰۔

(2)الانبیاء، ۲۱۔۳۵۔

(3)پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۶، ص:۱۹۵۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

سورہ النور میں ہے:

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (1)

(اے مسلمانو!) تم رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی مثل قرار نہ دو (جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلانا تمہارے باہمی بلاوے کی مثل نہیں تو خود رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی تمہاری مثل کیسے ہو سکتی ہے)، بیشک اللہ ایسے لوگوں کو (خوب) جانتا ہے جو تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ میں (دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) چپکے سے کھسک جاتے ہیں، پس وہ لوگ ڈریں جو رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے امر (ادب) کی خلاف ورزی کر رہے ہیں کہ (دنیا میں ہی) انہیں کوئی آفت آپہنچے گی یا (آخرت میں) ان پر دردناک عذاب آن پڑے گا۔

اس آیت کی تفسیر میں قاضی ثناءاللہ مجاہد کا قول نقل کرتے ہیں:

فِتْنَةٌ ای محنة وبلاء في الدنيا كذا قال مجاهد أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۔ في الاخرة،يعنى ليحذروا إصابة الفتنة او إصابة العذاب الأليم وذلك بسبب المخالفة عن امره (2)

فتنہ بر قول مجاہد فتنہ سے مراد ہے دنیوی مصیبت اور عذاب الیم سے مراد آخرت کا عذاب، یعنی جو لوگ اللہ کے امر کے خلاف راہ اختیار کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی دنیوی آفت و مصیبت آپڑے یا عذاب الیم میں مبتلا ہو جائیں۔

آیت کے واقعات و قرائن اور شان نزول کے اعتبار سے یہاں فتنہ سے "آفت و مصیبت" کا معنی مراد لیا جائے گا۔ قاضی صاحب نے تفسیر کرتے ہوئے اسی معنی کو اختیار کیا ہے۔

الفرقان آیت:

وَما أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا (3)

اور ہم نے آپ سے پہلے رسول نہیں بھیجے مگر (یہ کہ) وہ کھانا (بھی) یقیناً کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی (حسبِ ضرورت) چلتے پھرتے تھے اور ہم نے تم کو ایک دوسرے کے لئے آزمائش بنایا ہے، کیا تم (آزمائش پر) صبر کرو گے؟ اور آپ کا رب خوب دیکھنے والا ہے۔

قاضی صاحب رقمطراز ہیں:

ای بلية فالغنى فتنة للفقير يقول الفقير مالى لم أكن مثله والصحيح فتنة للمريض والشريف للوضيع (4)

()پانی پتی، محمد ثناءاللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۷، ص:۱۸۔

---

(1)النور، ۲۴۔۶۳۔

(2)پانی پتی، محمد ثناءاللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۶، ص:۵۶۹۔

(3)الفرقان، ۲۵۔۲۰۔

(4)حوالہ۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

مال دار کو نادار کے لیے مصیبت بنا دیا فقیر کہتا ہے کہ میں اس مال دار کی طرح کیوں نہیں ہوا تندرست بیمار کے لیے مصیبت ہے اور شریف رذیل کے لیے۔

آیت ہذا میں لفظ فتنہ کا جو اطلاق ہوا قاضی صاحب نے اس سے مراد "مصیبت" کا معنی لیا ہے کیونکہ اس طرح سے اللہ تعالی ایک دوسرے سے لوگوں کی آزمائش کرتا ہے ایک کا مال دوسرے کے لیے آزمائش ہے اور ایک بندے کو جو نعمت ملی وہ دوسرے کے لیے۔ ہمارے نزدیک یہاں لفظ فتنہ سے "آزمائش کا معنی مراد لیا جائے گا۔

الفتنہ سے مراد "جنگ":

جنت ایمان اور عمل صالح کا بدلہ ہے، عمل صالح کی طرح ایمان کی آزمائش ضروری ہے۔ اس امتحان و آزمائش کا نتیجہ یہ ہے کہ منافقین اور مومنین صادقین علیحدہ علیحدہ نمایاں ہو جائیں۔ ان جو صرف فائدہ ہی کے لیے ایمان لائے تھے جنگ اور عقائد جیسے کام سے ان کی آزمائش ہو کہ وہ کس حد تک سچے ہیں، یا ان کا کفر کھل کر واضح ہو جائے۔ ایمانی آزمائش کے بارے ارشاد باری ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ وَلَئِن جَاءَ نَصْرٌ مِّن رَّبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ (1)

اور لوگوں میں ایسے شخص (بھی) ہوتے ہیں جو (زبان سے) کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، پھر جب انہیں اللہ کی راہ میں (کوئی) تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو وہ لوگوں کی آزمائش کو اللہ کے عذاب کی مانند قرار دیتے ہیں، اور اگر آپ کے رب کی جانب سے کوئی مدد آ پہنچتی ہے تو وہ یقیناً یہ کہنے لگتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہی تھے، کیا اللہ ان (باتوں) کو نہیں جانتا جو جہان والوں کے سینوں میں (پوشیدہ) ہیں۔

الاحزاب ۱۴ میں جو لفظ فتنہ کا استعمال ہوا ہے قاضی صاحب اس کا معنی یوں لکھتے ہیں:

الْفِتْنَةَ ای الشرك او مقاتلة المسلمين (2)

الفتنہ: یعنی مشرک یا مسلمانوں سے جنگ۔

قاضی صاحب آیت ہذا میں الفتنہ سے مراد "جنگ" کا معنی مراد لیتے ہیں۔

فتنہ سے مراد ہے دنیا میں آزمائش اور آخرت میں عذاب اور تکلیف:

مومن تو وہ ہوتا ہے جو ہر احکام الہی کو بغیر کسی دلیل کے سر انجام دے اور اللہ کے ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دے، جبکہ لوگوں کے دلوں میں مرض کی بیماری ہے وہ ہر احکام میں شک و شبہات کو پیدا کرتے ہیں۔ سے واپسی پر جب اللہ کے نبی نے شجرۃ الزقوم کی خبر دی تو مومن تو اس پر ایمان لے آئے جب کہ منافقین مشرکین الخبر کا مذاق اڑایا اور اس آزمائش میں پورا نہ اترے تو ان کے لیے یہ آخرت کے لیے بہت بڑے عذاب کا سبب بن گیا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِّلظَّالِمِينَ (3)

بیشک ہم نے اس (درخت) کو ظالموں کے لئے عذاب بنایا ہے۔

تفسیر مظہری میں ہے:

---

(1) العنکبوت، ۲۹۔ ۱۰۔

(2) پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۷، ص:۱۹۳۔

(3) الصافات، ۳۷۔ ۶۳۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

فِتْنَةً ای محنة وعذابا فی الاخرة او ابتلاء فی الدنیا لِلظَّالِمِینَ (1)

فتنہ سے مراد ہے دنیا میں آزمائش اور آخرت میں عذاب اور تکلیف۔

آیت کی تفسیر میں قاضی صاحب نے لفظ فتنہ کا معنی یہ بیان کیا "فتنہ سے مراد ہے دنیا میں آزمائش اور آخرت میں عذاب اور تکلیف" قاضی صاحب نے آیت کا جو معنی بیان کیا وہ آیت کے سیاق وسباق کے عین مطابق ہے۔

الفتنہ سے مراد "عذاب":

الممتحنہ میں ارشاد فرمایا:

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (2)

اے ہمارے رب! تو ہمیں کافروں کے لئے سببِ آزمائش نہ بنا (یعنی انہیں ہم پر مسلّط نہ کر) اور ہمیں بخش دے، اے ہمارے پروردگار! بیشک تو ہی غلبہ وعزت والا بڑی حکمت والا ہے۔

آیت کی تفسیر میں قاضی صاحب فرماتے ہیں:

رَبَّنا كرّر النداء بربنا لتاكيد المناجاة والاستعطاف لا تَجْعَلْنا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا يعنى لا تسلطهم علينا فيعذبونا فيواخذونا بذلك فتكون فتنة لهم ای سببا لعذابهم (3)

یہ آیت حضرت ابراہیم کی دعا ہے جو اس نے اور اس کے ساتھیوں نے مل کر اس سے کی۔ فتنۃ للذین کفروا یعنی کافروں کو ہم پر مسلط نہ کر کہ وہ ہم کو سخت سزائیں دے سکیں اور ہم سے مواخذہ کریں اور اس وقت ان کے لیے فتنہ ہو یعنی ان کو عذاب دینے کا سبب پیدا ہو جائے۔

آیت کی اس تفسیر کے مطابق قاضی ثناء اللہ نے یہاں لفظ الفتنہ سے مراد "عذاب" لیا ہے۔ یہ معنی آیت کے سیاق وسباق کے عین مطابق ہے۔ لہذا یہاں لفظ الفتنہ سے معنی "عذاب" مراد لیا جائے گا۔

خلاصہ بحث

زیرِ نظر مقالہ میں لفظ **"الفتنہ "** کے فقہی، لغوی اور معنوی استعمال کا جائزہ تفسیر مظہری کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ تحقیق سے واضح ہوا کہ قرآنِ مجید میں "فتنہ" ایک ہمہ جہت لفظ ہے جو آزمائش، عذاب، شر، فساد، کفر، انحرافِ فکر، معاشرتی انتشار اور ایمان کی آزمائش جیسے متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے تفسیر مظہری میں ان تمام پہلوؤں کو نہایت جامع انداز میں واضح کیا ہے۔ ان کے نزدیک فتنہ الٰہی سنت بھی ہے اور انسانی تربیت کا مؤثر ذریعہ بھی، جس کے ذریعے انسان کے خیر و شر، صبر و استقامت اور روحانی درجے کا امتحان لیا جاتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی واضح کیا کہ فتنے کا تعلق صرف شر سے نہیں بلکہ خیر کی نعمتیں بھی انسان کے لیے آزمائش کا باعث بنتی ہیں۔ مجموعی طور پر "الفتنہ" کا فہم اور اس کے فقہی و معنوی اطلاقات کو جاننا قرآن فہمی، دینی بصیرت اور سماجی استحکام کے لیے نہایت ضروری ہے۔

---

(1) پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۸، ص:۱۱۸۔

(2) الممتحنہ، ۶۰۔۵۔

(3) پانی پتی، محمد ثناء اللہ عثمانی، تفسیر مظہری، ج:۹، ص:۲۶۱۔